بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خطبہ جمعہ شمار نمبر30/برائے بتاریخ 14/ڈسمبر 2018 پیش خدمت ہے۔

شرم وحیا مومن کی نشانی

نحمده ونصلی علٰی رسولہ الکریم۔ اما بعد۔

فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اسْتَحْيُوا مِنْ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ حَقَّ الْحَيَاءِ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّا نَسْتَحِي وَالْحَمْدُ لِلَّهِ قَالَ لَيْسَ ذَلِكَ وَلَكِنْ مَنْ اسْتَحَى مِنْ اللَّهِ حَقَّ الْحَيَاءِ فَلْيَحْفَظْ الرَّأْسَ وَمَا حَوَى وَلْيَحْفَظْ الْبَطْنَ وَمَا وَعَى وَلْيَذْكُرْ الْمَوْتَ وَالْبِلَى وَمَنْ أَرَادَ الْآخِرَةَ تَرَكَ زِينَةَ الدُّنْيَا فَمَنْ فَعَلَ ذَلِكَ فَقَدْ اسْتَحْيَا مِنْ اللَّهِ حَقَّ الْحَيَاءِ۔ (مشکوٰۃ شریف)

اوکما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

برادران اسلام! مومن کی صفات میں سے ایک اہم صفت شرم وحیا ہے جسے حدیث میں ایمان کا شعبہ قرار دیا گیا ہے۔ابھی آپ کے سامنے جو حدیث میں نے پڑھی اس کے راوی حضرت عبد اللہ بن مسعود ہیں۔رسول اللہ ؐ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ سے اتنی شرم کرو جتنی اُس سے شرم کرنے کا حق ہے۔ صحابہ نے عرض کیا تمام تعریف اللہ کے لئے ہیں' اے اللہ کے نبی! ہم اللہ سے شرم تو کرتے ہیں۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ مراد نہیں بلکہ جو شخص اللہ سے شرمانے کے حق کو ادا کرے گا تو (اسے تین کام کرنے ہوں گے) اول یہ کہ اپنے سر کی حفاظت کرے اور اس چیز کی جس کو سر نے جمع کیا اور (دوسرے یہ کہ) پیٹ کی حفاظت کرے اور اس چیز کی جو پیٹ سے لگی ہوئی ہے اور (تیسرے یہ کہ) موت کو اور موت کے بعد

کے حالات کو یاد کرے اور (خلاصہ یہ ہے کہ) جو شخص آخرت کا ارادہ کرے وہ دنیا کی زیب وزینت چھوڑ دے پس جو ایسا کرے گا تو وہ اللہ سے حیا کرنے کا حق ادا کرے گا۔

عملی اعتبار سے حیا کے تین شعبے ہیں:

(۱) اللہ تعالیٰ سے حیا

(۲) لوگوں سے حیا

(۳) اپنے نفس سے حیا

اللہ تعالیٰ سے حیا کا مطلب یہ ہے کہ احکام الٰہی کو نہ توڑا جائے، سر میں آنے والے خیالات پر پاکیزگی کا پہرہ بٹھایا جائے، پیٹ میں کوئی حرام لقمہ اترنے نہ دیا جائے، شرم گاہ کی حفاظت کی جائے اور موت کو ہمیشہ یاد رکھتے ہوئے فکر آخرت کے ساتھ زندگی گزاری جائے۔ لوگوں سے حیا یہ ہے کہ حقوق العباد کو ادا کیا جائے، انسانوں کی تکریم کی جائے اور اپنی ذات کو ان کے لئے باعث زحمت بننے نہ دیا جائے۔

اپنے نفس سے حیا یہ ہے کہ نفس کو ہر برے اور قابل مذمت کام سے بچایا جائے۔

حیا کا لفظ سنتے ہی ہمارے ذہن میں عفت وعصمت کا تصور ابھرتا ہے جو بلاشبہ اس کے مفہوم میں داخل ہے لیکن بات صرف اتنی سی نہیں ہے بلکہ حیا ایک جامع لفظ ہے جس کا ماخذ حیات ہے تو جس قدر دل میں حیات ہو گی اسی مقدار میں حیا بھی ہو گی، تو جس قدر انسانی دل باحیات ہو گا تو انسانی دل بھی اتنا ہی باحیا ہو گا۔ ایک طرح سے یہ لفظ زندگی کی تمام خوبصورتیوں اور رعنائیوں کو اپنے اندر سمو لیتا ہے۔ چیزوں کو سمجھنے کا ایک اچھا طریقہ یہ ہے کہ ان کی ضد پر غور کیا جائے۔ حیا کی ضد ڈھٹائی اور ڈھیٹ پن ہے۔ انسانی فطرت اور نظام فطرت جس چیز کا تقاضہ کرتا ہے اسکے برخلاف رویہ پر اصرار ڈھیٹ پن کہلاتا ہے۔

اللہ تعالی کے ناموں میں سے ایک "اَلْحَيِيُّ" ہے اور حیا اللہ تعالی کی صفت ہے، اللہ تعالی نے خود اپنی اس صفت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا: {إِنَّ اللَّهَ لَا يَسْتَحْيِي أَنْ يَضْرِبَ مَثَلًا مَا بَعُوضَةً

فَمَا فَوْقَهَا} اللہ تعالی قطعاً اس بات سے نہیں شرماتا کہ وہ کسی مچھر یا اس سے بھی کسی حقیر تر چیز کی مثال بیان کرے۔ [البقرة: 26] رسول اللہ ﷺ نے بھی اللہ تعالی کا یہ نام بتلاتے ہوئے فرمایا: بیشک اللہ تعالی "اَلْحَيِيُّ" اور "اَلسِتِّيْرُ" ہے، اور حیا سمیت پردہ پوشی کو بھی پسند فرماتا ہے: ابو داود

اللہ تعالی کو اٹھے ہوئے ہاتھ خالی لوٹانے سے بھی حیا آتی ہے، آپ ﷺ کا فرمان ہے: بیشک تمہارا پروردگار حیا کرنے والا اور نہایت کرم کرنے والا ہے، وہ اپنے بندے سے حیا کرتا ہے کہ جب وہ اس کی جانب ہاتھ اٹھائے تو انہیں خالی واپس لوٹا دے: ابو داود

ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں: "اللہ تعالی کی اپنے بندے سے حیا کرنے کی کیفیت انسانی ذہن سے بالا تر ہے؛ عقل اس کی کیفیت بیان کرنے سے قاصر ہے؛ کیونکہ اللہ تعالی کی حیا میں سخاوت، احسان، جود اور جلال شامل ہے۔

تمام اعلی اخلاقی اقدار کا سرچشمہ، بڑا اور عظیم اخلاق: حیا ہے، حیا انسان کو برے کام سے روکتی ہے، اور حقداروں کے حقوق سلب کرنے میں حائل بن جاتی ہے، حیا ایک ایسی اخلاقی قدر ہے جو اولین زمانۂ نبوت سے مطلوب اور اخلاقی فرائض میں شامل ہے، تمام کے تمام انبیائے کرام نے اپنی امتوں کو حیا کی ترغیب دلائی، نیز سابقہ انبیائے کرام کی شریعتوں کی تنسیخ کے دوران حیا کو منسوخ نہیں کیا گیا، نہ ہی اس کا کوئی متبادل لایا گیا؛ کیونکہ حیا سر تا پا اعلی اور افضل ترین خصلت ہے، عقل اس کی خوبیوں کی معترف ہے؛ چنانچہ جس چیز میں اتنی خوبیاں پائی جاتی ہوں اس کی تنسیخ یا اس میں تبدیلی روا نہیں ہو سکتی؛ آپ ﷺ کا فرمان ہے: (لوگوں نے ابتدائی نبوتوں کی تعلیمات میں سے جو چیز [آج تک] پائی وہ یہ ہے کہ: "جب حیا نہ ہو تو جو مرضی کر"۔ (بخاری)

عزیز سامعین! انسان کی جو صفات اسے دوسری مخلوقات سے ممتاز و ممیز کرتی ہیں، ان میں ایک نمایاں صفت اس کی شرم و حیا کی حس اور جذبۂ عفت ہے۔ انسان کا لباس اسے موسم کی شدت سے

بھی محفوظ رکھتا ہے اور اسے زیبایش وخوب صورتی بھی فراہم کرتا ہے لیکن سب سے اہم مقصد جو لباس سے پورا ہوتا ہے، وہ ستر کا ڈھانکنا اور اپنی حیاداری کا پاس ہے۔

اسلام میں حیا کی بے پناہ اہمیت ہے۔ نبی کریمؐ نے حیا کو ایمان کا ایک شعبہ قرار دیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ جس شخص میں شرم وحیا نہیں، گویا اس میں ایمان نہیں۔ بے شرم انسان، ہر ذلت وپستی میں گرنے کے لیے ہر وقت آمادہ رہتا ہے جب کہ باشرم وحیادار انسان اپنی اس صفت کی وجہ سے تمام مشکلات کے باوجود اپنے شرف انسانیت کی حفاظت کرتا ہے۔ نبی اکرمؐ کا اخلاق وکردار ہر پیمانے سے منفرد، بے مثال اور قابل تقلید ہے۔ آپؐ میں تمام فضائل حسنہ بدرجہ اتم واعلیٰ موجود تھے۔ شرم وحیا کی صفت بھی اتنی نمایاں تھی کہ صحابہ کرامؓ آپؐ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے تھے کہ آپؐ اعلیٰ خاندان کی پردہ نشین کنواری لڑکیوں سے بھی زیادہ شرمیلے تھے۔

امِ معبد عرب کی ایک بدوی خاتون تھیں۔ آنحضورؐ اس کے خیمے میں مختصر وقت کے لیے رکے تھے۔ اس نے آنحضورؐ کا جو دل نشین حلیہ بیان فرمایا تھا، اس میں آپؐ کی شرم وحیا اور آنکھیں نیچی رکھنے کا بالخصوص ذکر ملتا ہے۔ آپؐ جب کبھی کسی نوجوان کو کسی غیر محرم عورت کی طرف نظریں گاڑے دیکھتے تو اسے اس سے منع کرتے۔ سیدنا فضل بن عباسؓ آپؐ کے چچازاد اور محبوب تھے۔ ایک مرتبہ وہ حج کے سفر میں آپؐ کی سواری پر آپؐ کے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے۔ جب ایک مقام پر کچھ عورتیں آپؐ سے سوال پوچھنے لگیں تو سیدنا فضلؓ کی نظریں بے توجہی میں ان کی طرف اُٹھ گئیں۔ آپؐ نے اپنے ہاتھ سے ان کا چہرہ دوسری طرف پھیر دیا۔

نبی اکرمؐ جس معاشرے میں پیدا ہوئے تھے، اس میں دیگر اخلاقی خوبیوں کے معدوم ہوجانے کی طرح شرم وحیا کا وصف بھی تقریباً ختم ہو چکا تھا۔ بے حیائی کے تمام مظاہر کھلے عام نظر آتے تھے۔ مادرزاد ننگے ہو کر بیت اللہ کا طواف کرنا بھی معیوب نہ رہا تھا۔ ایسے ماحول میں جنم پانے کے باوجود اپنے بچپن اور لڑکپن میں بھی کبھی ننگے جسم آپ گھر سے باہر نہیں نکلتے تھے۔ آپؐ نے کبھی مخلوط

محفلوں میں بھی شرکت نہیں کی تھی۔
ایک غیر محرم مرد اور عوت کا کسی جگہ تنہائی میں اکٹھے ہونا شرم وحیا کے نازک آبگینے کو توڑ دینے کے مترادف ہے۔ اسی لیے آپؐ نے ارشاد فرمایا" جب دو غیر محرم مرد اور عورت آپس میں ملتے ہیں تو ان کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے"۔ نبی پاکؐ نے زندگی بھر قضائے حاجت کے وقت اپنے آپ کو لوگوں کی نظروں سے چھپا کر رکھا حالاں کہ عرب کے اس معاشرے میں اس کا ایسا زیادہ اہتمام نہیں ہوتا تھا۔ آپ شہروں اور آبادیوں سے دور جنگل اور جھاڑیوں کی طرف نکل جایا کرتے تھے۔ یہ آداب بظاہر معمولی معلوم ہوتے ہیں مگر ان کی بہت بڑی معاشرتی اہمیت ہے۔
حاضرین کرام! جب کوئی آدمی شرم وحیا کے حصار میں رہتا ہے تو ذلت ورسوائی سے اس کا دامن بچا رہتا ہے۔ جب وہ اس صفت سے عاری ہو جائے تو پھر رذالت وخباثت کا ہر کام ڈھٹائی کے ساتھ کرتا چلا جاتا ہے۔ آج کل فحاشی وعریانی جدید ثقافت کا اُسی طرح حصہ بن چکی ہے جس طرح جاہلی ثقافت کا حصہ تھی۔ مخلوط محفلیں روشن خیالی اور جدّت وترقی کی دلیل سمجھی جاتی ہیں۔ حالاں کہ یہ قدیم جاہلیت کا بھی طُرہ امتیاز تھا۔ آج کل فیشن کے نام پر مرد وخواتین کے لباس ساتر ہونے کے بجائے عریانی کے پیامی ہوتے ہیں۔ حیا، اللہ ربّ العالمین کی طرف سے بندے کے لیے اس کی حفاظت کا قلعہ ہے۔ حیا کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بندوں سے عذاب ٹالتا رہتا ہے۔ حیا سے محرومی بہت بڑی مصیبت اور بدنصیبی ہے۔ ہمارے تعلیمی اداروں میں بچوں کو ابتدائی عمر ہی میں حیا کے قیمتی زیور سے محروم کرنے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ ذرائع ابلاغ نے لوگوں کا مزاج اس قدر بگاڑ دیا ہے کہ شرم وحیا پر مبنی لباس ہو یا ادب، کتاب ہو یا خطاب، اس معاشرے میں اجنبی بن کر رہ گئے ہیں۔ ایک حدیث میں تو نبی کریمؐ نے بے حیائی کے خلاف یہاں تک تنبیہہ فرمائی ہے کہ اس فرمان نبویؐ کے مطابق حیا سے محروم شخص کے ایمان سے بھی محروم ہو جانے کی وعید آئی ہے۔
آپؐ کا ارشاد ہے "اللہ جب کسی بندے کی ہلاکت کا فیصلہ کرتا ہے تو اسے حیا سے محروم کر دیتا ہے۔

جب کوئی حیا سے محروم ہوتا ہے تو نفرت اس کا مقدر بن جاتی ہے۔ نفرت میں مبتلا ہونے کے بعد امانت و دیانت کی صفت بھی اس سے چھن جاتی ہے۔ خائن آدمی، اللہ کی رحمت کا حق دار نہیں رہتا اور جس سے اللہ کی رحمت روٹھ جائے وہ بد ترین لعنت میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اس لعنت و ملامت کی کیفیت میں اس بد قسمت کے دل سے اسلام و ایمان بھی رخصت ہو جاتا ہے"۔

اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ جو لوگ بے حیائی و فحاشی کو ہلکا سمجھ کر اس سے آنکھیں بند کرتے ہیں، پھر اسے گوارا کرنے لگتے ہیں، پھر اس کی جانب نظریں اٹھا کر دیکھتے ہیں اور آخر میں ان کے قدم اس کی طرف اٹھ جاتے ہیں تو وہ کس قدر خطرناک کھیل میں مصروف ہیں۔ دراصل ہلاکت محض جسمانی طور پر تباہ و برباد ہو جانے کا نام نہیں ہے بلکہ ہلاکت دل کے بے نور ہو جانے اور روح کے مردہ ہو جانے کا نام ہے۔ آپؐ خود بہت حیادار تھے۔ صحابہؓ کے دلوں میں بھی آپؐ نے اس کی جوت جگائی اور پورا معاشرہ شرم و حیا کی حیات آفرین فضاؤں میں پروان چڑھایا۔

آپؐ کے صحابہؓ میں بھی اسلام اور سنت رسولؐ کی برکات سے شرم و حیا کی اعلیٰ صفات پروان چڑھیں۔ خلیفہ ثالث سیدنا عثمان بن عفانؓ کا یہ اعزاز تمام صحابہؓ بھی ممتاز ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ وہ شرم و حیا کا پتلا تھے، ان کے بارے میں سیرت نگاروں نے بیان کیا ہے کہ زندگی بھر انھوں نے اپنا جسم ننگا نہیں ہونے دیا۔ غسل کے وقت بھی وہ اپنا ستر کسی کپڑے سے ڈھانپنے کا اہتمام کرتے تھے۔ نبی اکرمؐ نے اسی لیے فرمایا کہ اللہ کے فرشتے بھی عثمان سے حیا کرتے ہیں۔

محترم حاضرین! قرآن مجید حیا سے متعلق ایک خوبصورت واقعہ کی طرف اشارہ کرتا ہے، جس سے مسلمان عورت کو یہ سبق بھی ملتا ہے کہ وہ کس طرح اپنے گھر سے نکلے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک عظیم پیغمبر تھے، جو اللہ تعالیٰ سے براہ راست ہم کلام ہوئے۔ ایک مرتبہ سفر میں تھے گرمی کا موسم تھا پاؤں ننگے تھے۔ سفر کی تھکاوٹ اور پیدل چل چل کر پاؤں میں

چھالے پڑ چکے ہیں، ذرا آرام کرنے کے لئے ایک درخت کے سائے میں بیٹھ گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ کچھ فاصلے پر ایک کنواں ہے وہاں سے کچھ نوجوان اپنی بکریوں کو پانی پلا رہے ہیں اور ان سے کچھ فاصلے پر باحیا دو لڑکیاں کھڑی ہیں۔ جب آپ ں نے ان کو دیکھا تو حیرانگی کی انتہا نہ رہی کہ یہ دونوں لڑکیاں اس جنگل میں کیوں کھڑی ہیں اور کس کا انتظار کر رہی ہیں؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جب وجہ دریافت کی تو پتہ چلا کہ ان کا کوئی بھائی نہیں، باپ بوڑھا ہے وہ اس قابل نہیں کہ چل پھر سکے اور وہ دونوں اپنی بکریوں کو پانی پلانے کے لئے آئی ہیں کہ جب تمام لوگ اپنے جانوروں کو پانی پلا کر چلے جائیں گے تو آخر میں یہ اپنی بکریوں کو پانی پلائیں گی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کی بات سننے کے بعد آگے بڑھے اور خود پانی کنوئیں سے نکالا اور ان کی بکریوں کو پلا دیا۔ لڑکیاں جب خلاف معمول جلدی گھر پہنچیں تو باپ نے جلدی آنے کی وجہ پوچھی تو دونوں نے باپ کو پوری حقیقت سے آگاہ کر دیا۔ باپ خود بھی پیغمبر تھے فرمایا کہ جاؤ اس نوجوان کو بلا کر لاؤ تاکہ ہم اس کو پورا پورا بدلہ دیں۔ اب ایک لڑکی جب موسیٰ علیہ السلام کو بلانے آئی تو وہ کس طرح آئی، اس کا انداز کیا تھا۔ قرآن نے اس کے چلنے کا انداز جو کہ شرم و حیا سے لبریز تھا اس طرح بیان کیا ہے:

ترجمہ: ”پھر آئی ان دونوں میں سے ایک، شرم و حیا سے چلتی ہوئی۔ وہ کہنے لگی کہ میرا باپ آپ کو بلاتا ہے تاکہ وہ بدلہ دے جو آپ نے ہمارے جانوروں کو پانی پلایا ہے۔“ (القصص / ۲۵)

حضرت شعیب علیہ السلام کی بیٹی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بلانے آئی۔ شرم و حیا کا دامن نہیں چھوڑا نگاہ نیچے تھی۔ بات بھی شرما کر زیادہ کھل کر نہیں کی۔ اللہ تعالیٰ کو اس کی حیا اس قدر پسند آئی کہ اس حیا کو قرآن بنا کر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل کر دیا تاکہ پوری امت کی عورتوں کو پتہ چل جائے کہ جب وہ گھروں سے نکلیں تو شرم و حیا سے عاری لوگوں کی طرح گردن اٹھا کر نہ چلیں بلکہ دھیمی چال سے کہ شرافت اور حیا ان سے واضح نظر آئے۔ جس طرح شعیب علیہ السلام کی بیٹی شرم و حیا سے چلتی ہوئی آئی۔

حیا کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ انسان اچھے اخلاق کا عادی بن جاتا ہے اور مذموم صفات سے دور رہتا ہے، پھر جب انسان کی حیا جوبن پر ہو تو اپنی عزت کی حفاظت کرتا ہے، اپنی کوتاہیوں کو چھپاتا ہے اور اپنا مثبت کردار سامنے لاتا ہے۔

اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ: ایمان زبانی اقرار، عقیدے اور عمل کا نام ہے، پھر حیا ایمان کا ایک درجہ ہے، آپ ﷺ کا فرمان ہے: (ایمان کے ساٹھ سے زائد درجے ہیں اور حیا بھی ایمان کا ایک درجہ ہے) متفق علیہ

ابن حبان رحمہ اللہ کہتے ہیں: "حیا ایمان کا حصہ ہے، مومن جنت میں جائے گا، کسی سے حیا اسی وقت چھینی جاتی ہے جب اس میں ایمان باقی نہ رہے"

ایک بار نبی ﷺ ایک آدمی کے پاس سے گزرے تو وہ اپنے بھائی کو حیا کی وجہ سے ڈانٹ پلاتے ہوئے کہہ رہا تھا: "تم بہت زیادہ حیا کرتے ہو" اس نے یہاں تک بات کہنا چاہی کہ: "تمہاری حیا نے تمہیں نقصان پہنچایا ہے" تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (اسے چھوڑ دو، حیا تو ایمان کا حصہ ہے) متفق علیہ

اللہ تعالی کی طرف سے کسی بھی دل کو سب سے سنگین سزا یہ ہے کہ اس میں سے حیا چھین لے، ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: "حیا اور ایمان دونوں کا آپس میں مضبوط رشتہ ہے، لہذا اگر ان میں سے ایک چیز بھی اٹھ گئی تو دوسری بھی اٹھ جائے گی"

حیا انسان کو اچھے کاموں پر ابھارتی ہے اور حیا دار انسان کو تقوی کی جانب لے جاتی ہے، لیکن اگر کسی میں حیا باقی نہ رہے تو وہ پھر مخالف سمت میں چل پڑتا ہے۔

انسان اور گناہوں کے درمیان سب سے بڑی رکاوٹ یہی حیا بنتی ہے، چنانچہ باحیا شخص اسی طرح گناہوں سے دور رہتا ہے جس طرح ایمان کی بنا پر گناہوں سے دور رہتا ہے۔

در حقیقت حیا کے ذریعے انسان آراستہ اور پیراستہ ہوتا ہے، آپ ﷺ کا فرمان ہے: بے حیائی کسی بھی چیز میں پائی جائے تو اسے داغ دار کر دیتی ہے جبکہ حیا جس چیز میں بھی ہو اسے خوبصورت بنا دیتی ہے۔ ترمذی

حیا اللہ تعالی کی جانب سے ایک نور ہے جو دل میں پیدا ہوتا ہے، یہ نور انسان کو اس بات کا تصور دیتا ہے کہ وہ اللہ تعالی کے سامنے کھڑا ہے اسی بنا پر انسان خلوت اور جلوت ہر حالت میں اللہ سے حیا کرتا ہے۔

انسان کے دل میں اللہ تعالی سے حیا اس وقت پختہ ہوتی ہے جب انسان اللہ تعالی کی نعمتوں اور احسانات پر نظر دوڑائے اور ان کے مقابلے میں اپنے کمی کوتاہی کو سامنے رکھے نیز یہ بھی تصور اجاگر کرے کہ اللہ تعالی ہر خفیہ اور اعلانیہ چیز سے واقف ہے؛ چنانچہ جس وقت انسان یہ بات اچھی طرح جانتا ہو کہ اللہ تعالی اسے دیکھ رہا ہے اور اس کی ہر چیز اللہ تعالی کی نظروں اور سماعت کے زیر اثر ہے تو انسان اللہ تعالی سے بہت زیادہ حیا کرے گا اور اللہ تعالی کی ناراضی کا باعث بننے والے امور سے دور رہے گا۔

انسان کے ساتھ ہر وقت فرشتے ہوتے ہیں، ان فرشتوں کے احترام میں یہ شامل ہے کہ ان سے حیا کریں، اللہ تعالی کا فرمان ہے: {وَإِنَّ عَلَيْكُمْ لَحَافِظِينَ(10)كِرَامًا كَاتِبِينَ(11) يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ}اور بیشک تم پر محافظ مقرر ہیں، [10] وہ معزز کاتب ہیں [11] انہیں معلوم ہے جو تم کرتے ہو۔[الانفطار: 10 - 12] ابن قیم رحمہ اللہ کہتے ہیں: "ان معزز محافظوں سے حیا کرو، ان کا احترام کرو اور انہیں ایسی حرکت دکھانے سے شرم کرو جو تم انسانوں کو دکھانے سے شرماتے ہو"۔

لوگوں سے حیا اور شرم انسان کو اچھے کاموں پر ابھارتی ہے، اگر کسی انسان کو اپنے مسلمان بھائی سے صرف اتنا فائدہ ہوتا ہے کہ وہ اس سے شرماتے ہوئے گناہ نہیں کرتا تو یہی اس کیلیے کافی ہے، لوگوں سے حیا اللہ تعالی سے حیا کا ذریعہ ہے، چنانچہ اگر کوئی شخص لوگوں سے حیا نہیں کرتا تو وہ اللہ تعالی سے بھی حیا نہیں کرتا، نیز اگر کوئی شخص باحیا لوگوں سے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہے تو اس کی حیا ترو تازہ ہو جاتی ہے۔

سب سے اعلی بات تو یہ ہے کہ انسان خود اپنے آپ سے حیا کرے، چنانچہ اگر کوئی شخص تنہائی میں ایسا کام کرتا ہے جو لوگوں کے سامنے نہیں کرتا تو در حقیقت وہ شخص خود اپنا احترام نہیں کر رہا، یہی وجہ

ہے کہ اگر کوئی شخص لوگوں سے تو شرماتا ہے لیکن خود اپنے آپ سے نہیں شرماتا تو اس نے اپنے آپ کو لوگوں سے بھی حقیر اور ذلیل بنایا ہوا ہے، لیکن اگر اپنے آپ اور لوگوں سے شرماتا ہے لیکن اللہ تعالی سے حیا نہیں کرتا تو وہ معرفت الٰہی سے نابلد ہے۔

آج ہم شیطان کے حملوں کے سامنے تر نوالہ بن چکے ہیں۔ ہمیں اپنے دین وایمان، ملی تشخص اور دینی روح کو محفوظ کرنے کے لیے شرم وحیا کا کلچر عام کرنا ہو گا۔ ہم اس نبی کی امت ہیں، جس نے حیا کو ایمان کا شعبہ قرار دیا اور خود زندگی بھر اس پر یوں کاربند رہے کہ بدترین دشمن کے لیے بھی اس کا اعتراف کیے بغیر چارہ نہیں۔ ہمارے معاشرے میں خیر وبھلائی اور ہماری زندگیوں میں حسن وخوبی اسی صورت میں پیدا ہو سکتی ہے کہ ہم اپنی ذات، گھر، اداروں، گلی محلوں، تقریبات اور ملبوسات، ہر چیز کو قرآن وسنت کی تعلیمات کے تابع کر دیں۔ اس کام کا آغاز اگر ہم اپنی ذات اور گھر سے کر دیں تو دیکھتے ہی دیکھتے اس کے اثرات پھیلنے لگیں گے اور یوں پورا معاشرہ معطر ہو جائے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بہترین صفات سے متصف ہونے اور بہترین اعمال اختیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین۔ و آخر دعوان ان الحمد للہ رب العالمین